



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک ایسی ستر سالہ عورت کا خاوند فوت ہو گیا جو کہ چنداں عقل و شعور کی حامل نہ تھی، اور خاوند کی خدمت کی پوزیشن میں بھی نہیں تھی، جب اس کا خاوند فوت ہوا تو وہ اس کے عقد میں تھی، کیا اس پر بھی عام عورتوں کی طرح عدت گزارنا واجب ہے؟ اور اگر یوڑھی عورت پر عدت دوسری عورت کی طرح واجب ہے تو اس کی حکمت کیا ہے؟ جب عدت کی مشروعیت کا مقصد عورت کے حاملہ یا غیر حاملہ ہونے کا تعلق ہے تو ایسی عورت کے لیے تو حمل کا امکان ہی نہیں، پھر عدت کس لیے؟

الحجاب بعون الوہاب بشرط صیۃ السوال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

سوال میں مذکورہ عورت عدت گزارے۔ اس کی عدت چار ماہ دس دن اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم میں داخل ہے

(وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَنكُم مِّنْ ذُرِّيَّتِهِمْ لَبَسُوا جَنَازًا وَكَانَ جَنَازُكُمْ مِّنْ لَّدُنْكُمْ لَا يَمْسُكُمْ عَلَيْهَا غَمٌّ وَلَا تَعْلِبُكُمْ وَأَنتُمْ عَلَيْهَا صَاغِرُونَ) (البقرة 234)

”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں بھڑک جاتے ہیں، ان کی بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن تک روکے رکھیں۔“

عورت کے معمر ہونے اور حمل کی صلاحیت نہ رکھنے کے باوجود اس کے عدت گزارنے کی حکمت عقد نکاح کی تعظیم اس کی قدرو منزلت اور شرف و بزرگی کا اظہار، نیز خاوند کے حق کی ادائیگی اور تزیین و تجمیل سے پرہیز کر کے اس کی وفات کے نتیجے میں مرتب ہونے والے اثرات کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے، اس لیے شریعت نے باپ اور بیٹے سے کہیں زیادہ خاوند کا سوگ منانے کو مشروع قرار دیا ہے۔ حاملہ عورت کی عدت فقط وضع حمل ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم عام ہے

(وَأُولَئِكَ الْأَحْصَاءُ جُلُوسًا أَوْ سَاقِدًا لِّمَنْ يَصْنَعْنَ) (الطلاق 65 4)

”اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔“

اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے عمومی حکم کی تخصیص کر رہی ہے۔

(وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَنكُم مِّنْ ذُرِّيَّتِهِمْ لَبَسُوا جَنَازًا وَكَانَ جَنَازُكُمْ مِّنْ لَّدُنْكُمْ لَا يَمْسُكُمْ عَلَيْهَا غَمٌّ وَلَا تَعْلِبُكُمْ وَأَنتُمْ عَلَيْهَا صَاغِرُونَ) (البقرة 234)

”اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں بھڑک جاتے ہیں ان کی بیویاں اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن روکے رکھیں۔“

وضع حمل سے عدت ختم ہونے کی حکمت یہ ہے کہ چونکہ حمل پہلے خاوند کا حق ہے، اگر حاملہ عورت نے خاوند کی وفات یا کسی اور وجہ سے جدائی کے بعد فوراً نکاح کر لیا تو دوسرے خاوند نے اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلایا اور یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے

(لَا يَحِلُّ لِمَرْءٍ مُّسْلِمٍ يَلْبِسُ بِإِلْحَامِ نِسَاءِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى) (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح حدیث 2158 و احمد بن حنبل 4 108)

”کسی ایسے مسلمان کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے۔“

ایک مسلمان پر شرعی احکام کی تعمیل کرنا ضروری ہے، اسے ان احکام کی حکمت کا علم ہو یا نہ ہو۔ اسے اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حملہ مشروعات میں حکم ہے، جسے اللہ تعالیٰ حکمت کی معرفت عطا فرمادے تو یہ نور علی نور اور خیر الی خیر ہے۔ وباللہ التوفیق۔۔۔ دارالافتاء کمیٹی۔۔۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ برائے خواتین

عورت اور سوگ، صفحہ: 231

محدث فتویٰ

